احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

خطبہ نمبر 6

جمعہ 14 فروری 2003ء

روزنامہ
ٹیلیفون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعہ 14 فروری 2003ء 12 ذوالحج 1423 ہجری - 14 تبلیغ 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 35

نرم خو اور خوش مزاج

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت ﷺ کی گھر میں کیا کیفیت ہوتی ہے انہوں نے فرمایا آپ نہایت نرم خو بے حد خوش مزاج مسکراتے اور تبسم ریز رہتے تھے۔

(شرح المواهب اللدنيه زرقانی جلد4 ص263 دار المعرفه - بیروت 1993ء)

آنحضرت ﷺ کی خادموں' غلاموں اور بچوں سے محبت و شفقت کے ایمان افروز واقعات

حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی خادم یا بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا

آپؐ اپنے صحابہ کے درمیان اس طرح بے تکلفی سے بیٹھتے کہ پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 7 فروری 2003ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7 فروری 2003ء کو بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعے دنیا بھر میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا اور ساتھ ساتھ انگریزی' عربی' بنگالی اور ترکی میں رواں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود کی رأفت و شفقت کے دلنشیں واقعات اور ارشادات بیان فرمائے۔

خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضور انور نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر 128 تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آیا اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے کہ تم تکلیف اٹھاتے ہو اور وہ تم پر بھلائی چاہتے ہوئے حریص رہتا ہے۔ مومنوں کیلئے نہایت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حضور انور نے آنحضرت ﷺ کے اپنے ہاتھ سے کام کرنے' خادموں اور غلاموں سے حسن سلوک اور بچوں سے پیار اور شفقت کے بعض ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کوئی درشت کلمہ اپنی زبان پر نہ لائے' نیز فرماتی ہیں کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے۔ اور سب سے زیادہ کریم تھے' عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے' اپنے منہ پر کبھی تیوری نہیں چڑھائی' ہمیشہ مسکراتے ہی رہتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی میں کسی خادم یا بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ حضور انور نے حضرت ابوسعید خدریؓ کی ایک روایت سنائی جس میں آنحضرت ﷺ کے روزمرہ کے کام اپنے ہاتھ سے کرنے اور پاکیزہ عادتوں کا ذکر ہے۔ ایک شخص نے بتایا کہ جنگ حنین میں بھیڑ کی وجہ سے میرا پاؤں آنحضورؐ کے پاؤں پر جا پڑا' اس وقت آنحضورؐ نے مجھے ہلکا سا سانٹا مارا۔ کہتے ہیں رات مجھے نیند نہ آئی کہ میں نے کیا حرکت کی۔ صبح آنحضرتؐ نے مجھے بلا کر فرمایا یہ 80 بکریاں تمہیں دے رہا ہوں' میں نے وقتی طور پر ناراضگی سے سانٹا مار دیا تھا لیکن مجھے اس کا بہت افسوس ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود کی بعض روایتیں بھی بیان فرمائیں جن سے خادموں سے حسن سلوک پر روشنی پڑتی ہے حضرت مسیح موعود اپنے خادموں کے لئے خود کھانا لاتے' ان کو دعوت پر بلاتے' نماز کی ادائیگی' درود شریف کی طرف توجہ دلاتے' اگر ان سے بیوقوفی سرزد ہوتی تو کسی کو جھڑکتے نہ تھے۔ حضور انور نے فرمایا آنحضور ﷺ اس طرح بے تکلفی سے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ بیٹھتے تھے کہ باہر سے آنے والے کیلئے پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعود کا بھی یہی حال تھا کسی مجلس میں آپ کیلئے کوئی الگ جگہ مقرر نہ تھی اور خدام کے ساتھ اکٹھے بیٹھتے تھے۔ آنحضور ﷺ بچوں سے بہت پیار فرمایا کرتے تھے ان سے دل لگی کرتے' ان کو بہلاتے' حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضورؐ کے پاس بچے لائے جاتے تھے آپؐ ان کیلئے دعا کرتے' مبارکباد دیتے اور ان کو گڑتی دیتے تھے حضور انور نے فرمایا اب جو گڑتی دینے کا رواج ہے یہ سنت ہے آپ نے آنحضرت ﷺ کی حضرت فاطمہؓ' حضرت حسنؓ اور حسینؓ سے محبت و شفقت اور رأفت کے واقعات بھی بیان فرمائے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود بھی بچوں سے بہت شفقت فرماتے تھے۔ خصوصاً صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سے جو سب سے چھوٹے تھے۔ آپ بچوں پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے' حضرت مسیح موعود کو جب کسی کے ہاں بچے کی ولادت کا پتہ چلتا تو اس کے ہاں خود جاتے' غریب سے غریب طالب علم کی بیماری پر بھی آپ کا جوش اور ہمدردی مشاہدہ کیا گیا۔ جو کم لوگوں کو کبھی نصیب ہوتا ہوگا۔ اور اس کی صحت پر آپ کو ایسی خوشی ہوتی جیسے کسی کو اپنے بچے کی صحت پر ہوتی ہے۔ آپ بچوں کے سوالوں سے تنگ آنے کی بجائے ان کو پیار سے سمجھایا کرتے تھے اور یہی تربیت کا طریق ہے جسے جماعت کو آج اختیار کرنا چاہئے۔ آپ اپنے بچوں کے ساتھ کھیلنے والے بچوں سے بھی حسن سلوک فرمایا کرتے تھے حضور انور نے فرمایا میں نے بھی اسی سنت پر عمل کر کے اپنے بچوں کی تربیت کی ہے۔

قرب الٰہی پانے کا ذریعہ

بیوت الحمد منصوبہ

☼ قرآن کریم اور احادیث میں بیواؤں' غرباء اور بے سہارا لوگوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے اور بہتر سہولتیں مہیا کرنے کو خدا تعالیٰ کے پیار حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بیوت الحمد منصوبہ اس عظیم مقصد کے پانے کا بہترین زینہ ہے۔ اس منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 87 مستحق خاندان اس منصوبہ کی برکات سے فیض یاب ہو رہے ہیں اس کالونی میں ابھی آٹھ کوارٹرز زیر تعمیر ہیں۔ اسی طرح تقریباً پانچ صد احباب کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کیلئے لاکھوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ ضرورت مندوں کا حلقہ وسیع ہونے کے باعث اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات تخمیناً 5 لاکھ روپے سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

مرکزی امتحان مجلس انصاراللہ پاکستان

سہ ماہی اول 2003ء

1- کتاب الحق مباحثہ لدھیانہ از حضرت مسیح موعود
2- کتاب ''تقریر حضرت مصلح موعودؓ'' فرمودہ 27 دسمبر 1915ء

امتحان سہ ماہی چہارم 2002ء کے حل شدہ پرچہ جات جلد از جلد مرکز بھجوا دیں۔

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

تاریخ احمدیت

منزل بہ منزل

مرتبہ ابن رشید

دین اور انسانیت کی خدمت کا سفر

1967ء ③

27 اگست ماریشس میں خدام کے چوتھے تربیتی کیمپ میں وزیر صحت کی آمد۔

2 ستمبر حضرت میاں عبدالرشید صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی وفات۔

9 ستمبر حضرت چوہدری عبدالکریم صاحب ننگل باغباناں رفیق حضرت مسیح موعود کی وفات۔

10,9 ستمبر سرینگر کشمیر میں صوبائی کانفرنس کا انعقاد۔

14 اکتوبر تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں دوسری آل پاکستان اردو کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متعدد تعلیمی اداروں اور ادبی تنظیموں کے 84 خصوصی نمائندے شریک ہوئے خطبہ افتتاح ڈاکٹر اشتیاق حسین صاحب قریشی وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی نے دیا۔

20 تا 22 اکتوبر سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔

اکتوبر ماسٹر غلام حسین صاحب کو گلگت میں شہید کر دیا گیا۔

5 نومبر لائبیریا میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

19 نومبر حضور نے بہشتی مقبرہ میں قطعہ مربیان کا اضافہ فرمایا۔ سب سے پہلے شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل دفن ہوئے۔

24 تا 26 نومبر جلسہ سالانہ قادیان۔ حاضری 3052 رہی۔

متفرق

— لائبیریا کے صدر ٹب مین دورہ انگلستان کے دوران بیت الفضل لندن آئے جہاں ان کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا اور انہوں نے خطاب فرمایا اور احمدی مربی کو دورہ لائبیریا کی دعوت دی۔

— امسال کا جلسہ سالانہ جنوری 68ء میں منعقد ہوا۔

— حضور نے یہ الہام بیان فرمایا "میں تینوں اینا دیاں گا کہ تو رج جاویں گا"۔

— وقف جدید کی طرف سے حدیثوں کے مجموعہ حدیقۃ الصالحین کی اشاعت۔

— ماہنامہ خالد اور تشحیذ کے پبلشر کی وفات اور نئے پبلشر کی منظوری کی تاخیر کی وجہ سے یہ رسائل 5 ماہ بند رہے۔

— فرینکفرٹ کی کتابوں کی عالمی نمائش میں احمدیہ بکسٹال لگایا گیا۔

متوازن طبیعت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

میری ساری عمر میں میرا نقطہ نگاہ یہ کبھی نہیں ہوا کہ میں غیر معمولی جوش دکھاؤں یا غیر معمولی طور پر اپنے آپ کو جوشوں کے حوالے کر دوں۔ ساری عمر میں مجھے ایک واقعہ یاد ہے اور وہ خلافت سے پہلے کا ہے اس میں کچھ میری عمر کا بھی تقاضا تھا مگر بہرحال ساری عمر میں مجھے وہی واقعہ یاد ہے جس کے متعلق اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس وقت میرے فیصلے کا توازن باقی نہیں رہا تھا اور اگر ایک ساعت اور ایک لحظہ کے اندر اندر میری غلطی مجھ پر واضح نہ ہو جاتی تو شاید مجھ سے کوئی ایسی حرکت ہو جاتی جس کے متعلق بعد میں مجھے شرمندگی محسوس ہوتی اور میں خیال کرتا کہ میں نے جلد بازی سے کام لیا۔ اس واقعہ کے علاوہ مجھے اپنی ساری زندگی میں کوئی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا جب میرے ہوش وحواس کھوئے گئے ہوں، جبکہ غصہ یا غیرت نے میری عقل کو کمزور کر دیا ہو اور جبکہ میری قوت فیصلہ میں کسی وجہ سے ضعف آ گیا ہو بلکہ ہر حالت میں خواہ وہ خطرناک ہو یا معمولی خواہ حکومت سے تعلق رکھنے والی ہو یا رعایا سے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری عقل میرے جذبات پر غالب رہی ہے اور میری دینی سمجھ میرے جوشوں کی راہنمائی کرتی رہی ہے۔

(خطبات محمود جلد 15 ص 375)

میں نے معاف کر دیا

32ء میں محترم خواجہ کمال الدین صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی تقریر میں خواجہ صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگرچہ خواجہ صاحب نے میری بہت مخالفتیں کیں لیکن انہوں نے حضرت مسیح موعود کے وقت خدمات بھی کی ہیں اس وجہ سے ان کی موت کی خبر سنتے ہی میں نے کہہ دیا کہ انہوں نے میری جتنی مخالفت کی وہ میں نے سب معاف کی۔ خدا تعالیٰ بھی ان کو معاف کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ جن بندوں کو خدا تعالیٰ کھینچ کر اپنے مامورین کے پاس لاتا ہے ان میں ہو سکتا ہے کہ غلطیاں بھی ہوں لیکن خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہمیں ان خوبیوں کی قدر کرنی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں خلافت کا انکار بڑی خطا ہے خدا تعالیٰ نے اسے بڑا گناہ قرار دیا ہے مگر ہمارا جہاں تک تعلق ہے۔ ہمیں معاف کرنا چاہئے خدا تعالیٰ کے نزدیک اگر ایسے شخص کی نیکیاں بڑھی ہوئی ہوں گی۔ تو وہ اس سے بہتر سلوک کرے گا۔" (الفضل یکم جنوری 33ء)

بنام امام ایدہ اللہ

اے مری انجمن زیست سجانے والے
ان کہی پیاس مرے من کی بجھانے والے

ہم جوئے شیر بھی لائیں تو کرشمہ کس کا
اے دعا سے ہمیں فرہاد بنانے والے

باغبانی کا یہ اسلوب کہاں سے سیکھے
دل میں انوار کے اشجار لگانے والے

آپ آتے ہیں لب بام تو ہم دیکھتے ہیں
آج یہ دیکھ کے جلتے ہیں زمانے والے

ایک ہی مکتبۂ عشق کھلا ہے امروز
آپ آداب محبت ہیں سکھانے والے

رونق صحن حرم ہوں گے یہ مہجور حرم
وقت دہرائے گا افسانے پرانے والے

جو مقدر تھا ہوا ہے، جو لکھا ہے ہو گا
خود ہی مٹ جائیں گے تحریر مٹانے والے

سید حمید اللہ نصرت پاشا

پبلشر آغا سیف اللہ - پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس - مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

قانون سازی کے ذریعہ زبردستی مختلف لوگوں کو Amalgamate کرنے کی کوشش بڑی غلطی ہوگی

انجذاب کا مطلب یہ ہے کہ دونوں طرف کی اعلیٰ صلاحیتوں کو مل کر ایک ایسی صلاحیت ابھارنے کی توفیق ملے جو دونوں کی بہترین خصلتوں سے پر ہو اور نتیجتاً جو سوسائٹی ابھرے وہ پہلے سے زیادہ دلکش اور حسین ہو

میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی محبت ماں سے زیادہ بڑھ کر پیدا کی ہے

جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے ایک مرکزی امام کے اشاروں پر اٹھنا بیٹھنا جانتی ہے

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ ناروے کے چودھویں جلسہ سالانہ کے موقع پر ہفتہ 12/ اکتوبر 1996ء کو بصیرت افروز خطاب)

خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''سب سے پہلے تو میں اپنے معزز مہمان' اس کاؤنٹی کے میئر کی خدمت میں محبت بھرا سلام عرض کرتا ہوں اور ان کی نہایت ہی عمدہ Welcome یعنی خوش آمدید اور نہایت ہی عمدہ الفاظ میں مختصر مگر معنی خیز خطاب پر ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔

انہوں نے جو بعض سوال اٹھائے سب سے پہلے میں ان میں سے خصوصیت سے ایک کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ناروے کی سوسائٹی میں غیر ملکیوں میں اجنبیت پائی جاتی ہے اور جب تک غیر ملکی خود آگے قدم نہ بڑھائیں اور اس اجنبیت کو توڑنے کی کوشش نہ کریں اس وقت تک وہ اس ملک کا جزو لاینفک نہیں بن سکتے۔ ایک ایسا جزو نہیں بن سکتے جو سوسائٹی کے اندر جذب ہو جائے اور اس کا حصہ بن جائے۔ یہ بالکل ایک حقیقت ہے کہ یہ اجنبیت اکثر زبانوں کے اختلاف سے پیدا ہوتی ہے اور زبانوں کے اختلاف سے قائم رہتی ہے۔ وہ تمام غیر ملکی جو اپنے ملک سے آ کر غیر ملک میں آباد ہوتے ہیں اور اپنی زبان کو اپنے گرد ایک حصار بنا لیتے ہیں وہ صدیوں بھی رہتے رہیں تو پھر بھی اس ملک کے ظاہری قانونی باشندے ہونے کے باوجود غیر ملکی ہی رہتے ہیں جیسا کہ امریکہ میں بعض چائنا ٹاؤنز (China Towns) ہیں۔ اسی طرح اٹالینز (Italians) کی بستیاں ہیں اور اس طرح اردگرد کے ماحول کے خلاف دفاعی دیواریں بن چکی ہیں کہ جب امریکن بھی چائنا ٹاؤن (China Town) میں داخل ہوتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ چائنا (China) آ گیا ہے' اپنے ملک میں نہیں رہا۔ اور چائنا ٹاؤن سے نکل کر جب چینی امریکہ میں گھومتے ہیں تو غیر ملکی دکھائی دیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر زبانوں کے ذریعہ یا اپنے کلچر کے ذریعہ ایسی حصار قائم کر دی جائے' ایسی دیوار بنا دی جائے جو مقامی لوگوں سے الگ کر دے تو اس کے نتیجہ میں لازماً کچھ دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔

لیکن مختلف قوموں کے مختلف ردعمل ہیں۔ ناروے کا ردعمل غیر ملکیوں سے اجنبیت کی وجہ سے زیادہ شدید ہے۔ لیکن امریکہ' کینیڈا' انگلستان وغیرہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے اندر مل کر جذب نہیں ہوئے تو ان کا نقصان ہے اور حوصلے کے ساتھ ان کو اپنے ملکوں میں' اپنی سر زمین میں اپنے چھوٹے چھوٹے علاقے قائم کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اس کو ایک کلچرل ویلیو (Cultural Value) کے طور پر اپنے ملک کی عظمت اور حوصلے کے نشان کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں ان کی کمائی بھی بہت ہوتی ہے کیونکہ ایسے چھوٹے چھوٹے ملک جو' ایک اور ملک میں آباد ہو جاتے ہیں ان کو دیکھنے کے شوق میں ان کی اپنی اقتصادی حالتوں کے پیش نظر ان کی مصنوعات' وہ چیزیں جو وہ فروخت کرتے ہیں ان میں امریکن بھی دلچسپی لیتا ہے' غیر ملکی بھی دلچسپی لیتے ہیں اور بڑے بھاری تجارتی مرکز وہاں قائم ہو چکے ہیں۔ تو یہ درست ہے کہ زبان کے اختلاف کے نتیجے میں اگر اس اختلاف کو قائم رکھا جائے تو ملکوں میں ایسے چھوٹے چھوٹے جزیرے بن جاتے ہیں جو باقی ملک سے الگ ہو جائیں۔ لیکن کیا یہ اتنا ہی برا ہے کہ اس کے خلاف نوجوان شدید ردعمل کی تحریک چلائیں؟ یا بعض اچھے پہلو بھی ہیں؟۔ جیسا کہ انگلستان' امریکہ اور کینیڈا کے تجربوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اچھے پہلو اگر پیش نظر رکھے جائیں تو یہ صورت حال جذباتی طور پر اشتعال کا موجب نہیں بنتی بلکہ بعض فائدے اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ تمام وہ امور ہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہے۔

یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جس کو قانون سازی کے ذریعہ حل کیا جائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑی غلطی ہوگی اگر ناروے کے دانشور قانون سازی کے ذریعہ زبردستی مختلف لوگوں کو Amalgamate کرنے کی کوشش کریں اور ایک سوسائٹی میں تبدیل کرنے کی کوشش کریں یہ ایسی کوشش ہوگی جیسے پھولوں کے گلدستے کو کسی جادو کے زور سے کسی صرف ایک پھول میں تبدیل کر دیا جائے۔ سوسائٹیاں' سوشل نظام اور سوسائٹی کا جو ارتقاء ہے وہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہر آنے والا اپنے ساتھ اپنے رنگ اور خوشبوئیں لے کر آتا ہے اور ہر ملک میں یہ ہوتا ہے اور ہر طرف سے ہوتا ہے۔ مفاہمت پیدا کرنے کے لئے' یکسانیت پیدا کرنے کے لئے یہ طریق درست نہیں کہ اگلے کے رنگ و بو کو مٹا دو اسے کہو کہ اس گلدستے میں صرف ایک پھول رہے گا۔ یا گلاب رہے گا یا یاسمین رہے گی یا اس کے علاوہ دوسرے پھول' لیکن سب اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ یہ طرز عمل جو طبعی سوسائٹی کا ارتقائی عمل ہے اس کے منافی ہے اور اس سے قوموں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے میرا باادب مشورہ میئر کو یہی ہے اور ان کی وساطت سے ساری قوم کو یہی ہے کہ اس پہلو پر نظر ثانی کریں۔

لیکن جہاں تک ملکی قوانین کے احترام کا تعلق ہے یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ کوئی باہر سے آنے والے خواہ وہ اپنی سوسائٹی کے اردگرد' اپنی زبان بولنے والوں کے اردگرد حصار بنا کے رہیں' جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے' ان کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ ملکی قوانین کو احترام کی نظر سے نہ دیکھیں۔ اور کوئی دنیا کا سیاسی ملک اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے قانون کو تخفیف کی نظر سے دیکھا جائے۔ پس اس پہلو سے میرا تمام غیر ملکیوں کو جو اس ملک میں آباد ہوئے ہیں اور خصوصیت سے ان احمدیوں کو جن کے ساتھ اس ملک نے بہت احسان کا سلوک کیا ہے' ان کو محض اس وجہ سے کہ ان کے اپنے ملک نے انہیں رد کر دیا انہوں نے دونوں ہاتھوں سے انہیں گلے لگایا اور قبول کیا۔ اس وجہ سے احمدیوں پر بالخصوص یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف ملک کے قانون کا احترام کریں بلکہ احترام پیدا کرنے کے لئے ان تمام تحریکات کے مددگار بن جائیں جو قانون شکنی کی رو کے خلاف قائم ہو رہی ہیں۔ اور خصوصیت سے نوجوانوں کو ادب اور سلیقہ سکھانے کے لئے جو بھی اچھی کوششیں ہوتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ غیر ملکی ان میں اول صف میں ہونے چاہئیں۔ مگر سب سے زیادہ جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ آگے بڑھے اور تمام ایسی تحریکات کی ممد اور مددگار ہو۔ اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اگر جماعت نے ایسا نہ کیا تو یہاں کے دانشور اور قانون دان بعض غلط فیصلے بھی کر سکتے ہیں۔ وہ صورت حال میں بعض غلط فیصلے بھی کر سکتے ہیں۔ وہ صورت حال کو بعض دفعہ نہیں سمجھ سکتے۔ وہ اپنے ملک کے نوجوانوں کے ردعمل کے نتیجہ میں ایک ایسا رخ اختیار کر سکتے ہیں جو بالآخر خود اس قوم کے لئے نامناسب ثابت ہو۔ اس لئے تعاون سب سے اہم بات ہے۔ بہت ہی ضروری ہے کہ تعاون میں جماعت احمدیہ جوان' بوڑھے' عورتیں اور مرد' بچے بھی سب آگے بڑھ کر ان کے حضور اپنی خدمتیں پیش کریں اور ان کو مشورے دیں اور ان کو سمجھائیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔

جہاں تک زبان کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے اپنے گزشتہ خطاب میں ذکر کیا تھا جس میں محترم میئر صاحب بھی موجود تھے اور انہوں نے بہت اچھی

طرح یاد رکھا- میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ کسی قوم کا یہ حق نہیں کہ اپنی زبان میں قلعہ بند ہو کر دوسروں کی زبان نہ سیکھے کہ اپنا الگ حصار بنائے- باوجود اس کے کہ میں نے امریکہ کی مثال دی ہے مگر میرے نزدیک اخلاقی طور پر یہ نامناسب ہے- یہ تو جائز ہے کہ اپنی زبان کو زندہ رکھو- کیونکہ اپنی زبان سے' اپنی کلچرل ویلیوز (Cultural Values) جن کا اخلاق سے تعلق ہے وہ زندہ رہتی ہیں- لیکن یہ حق نہیں کہ کسی ملک میں ایسے اجنبی بن کر رہو کہ تم گونگے ہو گئے ہو اور تمہارے اور ان کے درمیان خیالات کے تبادلے کی رو بند ہو جائے- یہ وہ نقصان ہے جس کے نتیجے میں بہت ہی خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں- اور یہ نوجوانوں میں غیر ملکیوں سے نفرت کی تحریکات بعض جگہ آپ کو دکھائی دیتی ہیں اس میں ایک بڑی وجہ لاعلمی ہے جو زبانوں کے اختلاف سے پیدا ہوتی ہے- یہاں ایسے لوگ بھی ہیں' میں جماعت احمدیہ کی بات نہیں کر رہا' بہت سے غیر ملکیوں کی بات کر رہا ہوں جو بیس بیس پچیس پچیس سال سے یہاں ہیں لیکن وہ اپنی پنجابی میں ہی مقید ہیں اور وہی زبان بولتے ہیں- آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات اور واسطے اور معمولی سا اتنا سا علم نارویجین زبان کا رکھتے ہیں کہ بھوکے نہ مر سکیں- ملازمت مل جائے یا تجارت میں وہ چیز بیچ سکیں اور اس کی قیمت وصول کر سکیں یا روٹی کھا سکیں اور دودھ پی سکیں- اس سے زیادہ ان کی زبان کے اندر کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے- لیکن میں محترم میئر صاحب کو یاد دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے ایک مرکزی امام کے ارشاروں پر اٹھنا بیٹھنا جانتی ہے اور صرف ناروے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کی جماعتوں کا یہ حال ہے- آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے کوئی نیک تحریک کی ہو اور جماعت نے تعاون نہ کیا ہو-

پس پچھلے ایک دو سالوں میں جو اطلاعیں مجھے یہاں سے ملی ہیں وہ ایک برعکس خطرہ بتا رہی ہیں- ہمارے بہت سے احمدی بچے ہیں جنہوں نے نارویجین زبان میں نارویجین بچوں کو مات کر دیا ہے اور وہ فرسٹ آئے ہیں اور نارویجین دوسری یا تیسری پوزیشن میں آئے ہیں- اس سے ایک قسم کا ردعمل پیدا ہوا ہے کہ یہ اچھے لوگ ہیں' ہمارے ملک میں رہ کر ہماری زبان ہی میں ہمیں مات دے رہے ہیں- تو خطرے تو دونوں طرف ہوتے ہیں' صرف رجحان کی بات ہے کہ کس طرح انسان ان باتوں کو قبول کرتا ہے- مگر بہرحال یہ لازم ہے کہ ہم ایک ایسی سوسائٹی میں جذب ہوں جو سوسائٹی ہماری میزبان ہے لیکن جذب کس حد تک ہوں یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے-

جب مختلف ممالک سے مختلف سمتوں سے ہوائیں چلتی ہیں تو ان کا انجذاب ضروری ہے لیکن یہ درست نہیں کہ ٹھنڈے علاقوں سے چلنے والی ہوائیں گرم علاقوں سے آنے والی ہواؤں پر مکمل غلبہ کر کے ان کو اسی طرح یخ بستہ کر دیں جیسا کہ وہ خود ہیں- یا گرم ممالک سے آنے والی ہوائیں ٹھنڈے ممالک سے آنے والی ہواؤں کو ایسا مغلوب کر دیں کہ وہ خود بھی اتنا ہی گرم ہو جائیں جیسا کہ گرم چلنے والی ہوائیں آئی ہیں- یہ قانون قدرت کے خلاف ہے- انجذاب کا مطلب یہ ہے کہ دونوں طرف کی اعلیٰ صلاحیتوں کو مل کر ایک ایسی صلاحیت ابھارنے کی توفیق ملے جو دونوں کی بہترین خصلتوں سے پر ہو- اور نتیجۃً جو سوسائٹی ابھرے وہ پہلے سے زیادہ دلکش اور حسین ہو- یہ وہ مقصد ہے جو جماعت احمدیہ کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے-

اس لئے انجذاب کا یہ مطلب نہیں کہ وہ باتیں جو خود ان کی سوسائٹی کے لئے ایک نقصان کا موجب بن چکی ہیں ان کو اپنائیں- ان کو اپنائیں گے تو آپ ان جیسے بنیں گے- وہ باتیں جو آپ میں بری ہیں وہ اگر ان میں نافذ کریں گے تو تب بھی آپ یہ ناجائز کام کریں گے- کیونکہ آپ جو مشرق سے آنے والے ہیں اپنے معاشرے کی بعض برائیاں بھی لے کے آئے ہیں- اور وہ جو مغرب کے رہنے والے ہیں وہ ان پہلوؤں سے بہت سی خوبیاں رکھتے ہیں جو آپ میں نہیں ہیں- تو جب میں انجذاب کہتا ہوں تو قدروں کا انجذاب کہہ رہا ہوں- آنکھیں بند کر کے ایک دوسرے سے عادتیں سیکھنے کا انجذاب نہیں کہہ رہا-

اگر اس ملک میں شراب پینے کی بہت عادت ہے اور یہاں قانون سازی ہو کہ غیر ملکی جو شراب نہیں پیتے وہ ہمیں اجنبی لگتے ہیں اس لئے مجبور کیا جائے کہ یہ بھی شراب پئیں' یہ جائز بات نہیں- کیونکہ خود اسی ملک میں ایسی تحریکات اٹھ کھڑی ہوئی ہیں جو شراب کے خلاف مہمات شروع کر چکی ہیں اور جانتی ہیں کہ شراب نے ان کو بہت نقصان پہنچایا ہے- پس دیکھنا یہ ہے کہ تبادلہ کن چیزوں کا ہو- میرے نزدیک لازم ہے کہ دانشور بیٹھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ تبادلہ حسن کا ہو بدصورتی کا نہ ہو- اور جہاں جہاں آنے والے اپنا حسن اس سوسائٹی کو عطا کر سکتے ہیں وہاں حوصلے اور فراخدلی کے ساتھ ان کو موقع دیا جائے کہ ان کی اچھی عادتوں کو یہاں کی سوسائٹی اپنائے-

مثلاً طلباء کی بات ہوئی تھی- عموماً تمام دنیا میں طلباء میں ایک بدتمیزی کا رجحان پیدا ہو چکا ہے- اور اس میں ناروے یا جرمنی یا چین یا جاپان کی بحث نہیں' تمام دنیا میں یہ بدبختی ہے دنیا کی' کہ طلباء ان اقدار کو بھول گئے ہیں جو پہلے زمانے میں ان کے لئے عزت کا موجب ہوا کرتی تھیں- ایک وہ دور تھا جبکہ استاد کی عزت دل کی گہرائی سے ابھرتی تھی اور استاد اپنے طلباء پر ایسی نظر رکھتا تھا جیسا باپ اپنے بچوں پر رکھتا ہے- اسی زمانے کا ذکر کرتے ہوئے اردو کے ایک شاعر جو ناقد شاعر ہیں' جو معاشرے پر تنقید کرتے ہیں اور اس پہلو سے انہوں نے بہت نام پیدا کیا یعنی اکبرالہ آبادی- وہ کہتے ہیں ؎

دن وہ بھی تھے کہ خدمت استاد کے عوض
دل چاہتا تھا ہدیہ دل پیش کیجئے
بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے

یعنی ایک وہ بھی دن تھا کہ جب استاد طلباء پر جو احسان کرتا تھا اس کے نتیجے میں ہر بچے کا دل اچھلتا تھا کہ میں یہ دل اس خدمت کے عوض استاد کے حضور پیش کر دوں- ایسی محبت کا سلوک' ایسا بے ساختہ اظہار' یہ اس وقت کی سوسائٹی کا ایک جزو لاینفک تھا' جو علیحدہ نہیں ہو سکتا تھا- کہتے ہیں کہ دیکھو کیسا زمانہ بدل گیا اب تو استاد سے اتنا سا ہی رابطہ رہ گیا ہے کہ استاد نے لیکچر ختم کیا تو لڑکا کہتا ہے' جیسے ہوٹل کے بیرے کہتے ہیں' بل پیش کرو' استاد جی آپ نے پڑھا دیا- یہ جو رجحان ہے یہ دو طرفہ خرابیوں کا منعکس ہے-

یہ شعر بتا رہا ہے کہ استاد بھی کمرشل مائنڈڈ (Commercial Minded) ہو گئے ہیں اور بچے بھی اسی حد تک بدلے ہیں- وہ سمجھتے ہیں کہ اگر استاد نے پیسوں کی خاطر ہی پڑھانا ہے اور علم کی خاطر اس کے دل میں کوئی جذبہ نہیں کہ وہ محنت کرے اور وقت صرف کرے اور بچوں کو علم دینے کے ذوق اور شوق کے نتیجہ میں قطع نظر اس کے کہ اس کو کیا معاوضہ ملتا ہے اپنی زندگی وقف کئے رکھے- اگر ایسا ہو تو اگلی نسل میں بہت ہی خطرناک تبدیلیاں پیدا ہونی لازم ہیں اور یہ تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہیں- امر واقع یہ ہے کہ ایک زمانہ تھا جبکہ اساتذہ تمام عمر علم کی ترویج میں خرچ کرتے رہے اور انتہائی غربت کے عالم میں انہوں نے اپنی ساری زندگی علم کی ترویج کے لئے وقف کی اور قطعاً کبھی مطالبہ نہیں کیا' تمنا نہیں رکھی کہ اس کے بدلہ میں انہیں کچھ پیش کیا جائے-

یونانی فلاسفی کا عروج اس دور کا عروج ہے- جبکہ بڑے بڑے فلاسفروں مثلاً بقراط' ارسطو اور افلاطون نے یونیورسٹیوں میں کام شروع کئے لیکن پھر یونیورسٹیوں سے الگ ہو کر علم کی سربلندی کی خاطر اپنے الگ تعلیمی درسوں کے نظام جاری کئے جن میں ہر شخص کو اجازت تھی' ایک پیسہ دئے بغیر جو چاہے ان میں آ کر ان سے علم سیکھتا تھا- اور وہ دور تھا کہ آج تک اس کا سایہ دنیا پر پڑا ہوا ہے- کتنے زمانے بدل گئے' کتنے نئے ادوار آئے لیکن یونان کے اس فلسفے کی شان اسی طرح کھڑی ہے اور بعض یورپین فلاسفروں نے غور کے بعد یہاں تک لکھا کہ عملاً ہم نے صرف پیالے بدلے ہیں' شراب وہی ہے جو ہم نے یونان سے حاصل کی تھی- ان کے فلسفہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکے' ان کے فلسفہ سے کوئی اوپر قدم نہیں رکھ سکے- کیونکہ وہ ایک ایسا عروج کا دور تھا جہاں عقل خالصتاً حصول علم کے لئے وقف ہو چکی تھی- جہاں دلوں کو اس کے سوا کوئی تمنا نہیں تھی کہ قوانین قدرت کے راز حاصل کریں اور لوگوں میں ان کو بانٹیں-

پس جہاں علم' اقتصادیات کے ساتھ ایسا وابستہ ہو جائے کہ محض اقتصادی ذریعہ بن جائے اور محض ذریعہ معاش ہو جائے وہاں لازم ہے کہ رفتہ رفتہ بد تبدیلیاں پیدا ہوتی جائیں- اور ناروے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں- یہ تبدیلیاں بڑھتے بڑھتے ایسے خطرناک مسائل پیدا کر دیتی ہیں کہ جن کے نتیجے میں بعض سوسائٹیاں گہرے طور پر زخم خوردہ ہو جاتی ہیں اور کچھ علاج سمجھ میں نہیں آتا کہ جن کے سپرد علاج ہو وہ اگر زخم لگانے لگ جائیں تو پھر ہم کیا کریں-

چنانچہ انگلستان کے تجربے کے لحاظ سے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں اب سکولوں کے بچے اپنے استادوں سے محفوظ نہیں رہے اور سکولوں کی بچیاں اپنے استادوں سے محفوظ نہیں رہیں- اس کثرت سے ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ خود استادوں نے اپنے بچوں اور بچیوں کی عصمتوں کو لوٹا اور ان کو گہرے بیماریوں کے زخم بھی لگا دئے- ایک ایڈز کا مریض استاد ہے وہ چھپائے رکھتا ہے اور سکول کے بچوں کے ساتھ اختلاط کرتا ہے اور ہر قسم کے اختلاط کرتا ہے اور جب وہ پکڑا جاتا ہے تو اتنی دیر ہو چکی ہوتی ہے کہ اس عرصے میں سینکڑوں اور پھر سینکڑوں سے آگے پھیلتے پھیلتے ہو سکتا ہے ہزاروں تک وہ بیماریاں پھیل چکی ہوں- تو وہ سوسائٹی جہاں استادوں کے پاس جو امانت ہے اس امانت میں خود استاد خیانت کرنے لگیں' وہ سوسائٹی محفوظ نہیں رہتی اور دن بدن ایسے استادوں کی عزت نفرت میں تبدیل ہونے لگتی ہے- ایسے واقعات بھی ہیں جہاں بچوں نے اساتذہ کو قتل کر دیا اور جس کو لاء اینڈ آرڈر پرابلم (Law & Order Problem) کہتے ہیں' یہ اس حد تک امن وامان کے قیام کا مسئلہ بن گیا ہے کہ بعض سکولوں میں عملاً غنڈے طالب علم حاکم بن چکے ہیں- اور تمام نظم وضبط کو انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے- استاد غلامانہ طور پر داخل ہوتے ہیں- ان کی مجال نہیں کہ ان طلباء کی مرضی کے خلاف کوئی باتیں کریں- یہاں تک کہ بعض ایسے سکول بند کرنے پڑے-

یہ رجحانات ایسے ہیں جن رجحانات میں جماعت احمدیہ جس ملک میں بھی ہے اس میں ہر ملک کی غیر معمولی خدمت سرانجام دے سکتی ہے- آج ایک جماعت احمدیہ ہے جو ان اعلیٰ مثالی اقدار کی محافظ ہے اور احمدی بچوں اور دوسروں میں ایک نمایاں امتیاز پیدا ہو چکا ہے- یہ باادب ہیں اس لئے کہ گھر

میں بھی باادب ہیں- اور ادب گھر سے شروع ہوتا ہے- اگر گھر میں ادب نہ ہوتو یہ بچہ کبھی بھی سکول میں ادب کا مظاہرہ نہیں کرسکتا-

پس جو ساری تہذیبی ساخت ہے اس پر نظر رکھنی ہوگی- اور تمام ایسے مسائل جو ملکوں کو تنگ کرتے ہیں اگر وہ وقت پر توجہ نہیں دیں گے تو بڑھتے چلے جائیں گے- اور اس خودسری کے نتیجہ میں اس باغیانہ رویہ کے نتیجہ میں علم کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ تو ہے ہی' امن عامہ کو بھی بہت نقصان پہنچتا ہے- اور ایسے دور میں Drug Addiction کا سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے- یہاں تک کہ حال ہی میں انگلستان کی ایک رپورٹ میں جو پولیس کی رپورٹ تھی' اس میں یہ ظاہر کیا گیا کہ باقاعدہ سکولوں میں Drug Addiction بڑھانے کے لئے سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایسے مافیا (Mafia) قائم ہو چکے ہیں کہ ان کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں- چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو بھی جن کی عمریں ابھی بلوغت کو نہیں پہنچیں یعنی آٹھ' نو' دس سال کے بچوں کو' ان کو خصوصیت کے ساتھ اس میں استعمال کیا جارہا ہے- کیونکہ اگر وہ کسی جرم میں پکڑے بھی جائیں تو قانون ان کے لئے نرم گوشہ رکھتا ہے- اس لئے اگر کسی وقت خطرہ ہو کہ Drug Addiction میں وہ پکڑے جائیں گے تو وہ انہیں ختم بھی کرسکتے ہیں- اور ان کا قتل جو ہے وہ بغیر سزا کے چلا جائے گا- کہیں گے کہ چھوٹی عمر کا بچہ ہے- اس کی وجہ سے اب یہاں تک فکر پیدا ہو چکا ہے کہ قوم اب یہ سوچ رہی ہے کہ جو بچوں کی سزا کی عمر ہے اس کو اور نیچے کیا جائے- اور اس عمر سے جس سے وہ وفائدہ اٹھاتے رہے ہیں ان کو مزید فائدہ اٹھانے نہ دیا جائے ورنہ معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا- یہ وہ خطرناک صورتیں ہیں جو ایک معاشرے کا عمومی حصہ بن گئی ہیں اور آزادی کے نام پر اور انفرادی آزادی کے قیام کی خاطر اس وقت دنیا کی اکثر سوسائٹیاں جرم کی پشت پناہی کر رہی ہیں- یعنی آزادی ضمیر کے نام پر مجرم کو فائدہ پہنچ رہا ہے اور معصوم شہری سب سے زیادہ نقصان اٹھا رہا ہے-

پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کا فرض ہے اور ناروے کی جماعت کو خصوصیت سے یہ تاکید کرتا ہوں کہ یہ جو فاصلے بیان کئے جاتے ہیں' یہ دیواریں حائل ہو جاتی ہیں- چونکہ ناروے میں زیادہ خطرہ ہے اس لئے اتنی ہی زیادہ شدت کے ساتھ ان دیواروں کو پھلانگ کر ان کے دلوں کو فتح کریں- اپنا صحیح تعارف ان کو پیش کریں- اور امر واقعہ یہ ہے کہ آپ کے لئے اس کے سوا کچھ نہیں کرنا کہ اپنے چہروں سے نقاب اٹھالیں- آپ کے گھر' آپ کے معاشرے کے اندر جو دلکش روایات قائم ہو چکی ہیں' جو ہمیں اپنے اندرونی معاملات میں اپنے نظم و ضبط میں دکھائی دیتی ہیں اور دل عش عش کر اٹھتا ہے کہ ایک بیرونی سوسائٹی میں بغیر کسی دباؤ کے اعلیٰ اخلاقی قدروں کو قائم رکھنے والی نئی نسل پیدا ہو رہی ہے- وہ اچھے کاموں کے لئے وقت خرچ کرتے ہیں اور وہی ان کی جزا ہے-

ناروے کے متعلق میں نے خصوصیت سے جماعت کی تعریف میں خطبات میں ذکر کیا اور سب سے زیادہ جو چیز میرے دل پر اثر انداز ہوئی وہ یہی تھی کہ کالج جانے والی اور سکول جانے والی بچیاں' کالج جانے والے اور سکول جانے والے لڑکے بجائے اس کے کہ وہ گلیوں میں پھریں اور ایک وقتی لذت کی تلاش میں دنیا کو لذتوں سے محروم کردیں اور سوسائٹی کو مجروح کریں' وہ لوٹتے ہیں علمی خدمات کے لئے- وہ گھروں میں بیٹھتے ہیں یا بیت الذکر میں اکٹھے ہوتے ہیں- اپنے خرچ پر آتے ہیں اور کام کر رہے ہیں- کسی اچھی کتاب کا ترجمہ ہو رہا ہے اور کسی اور مضمون پر' جس کی قوم کو ضرورت ہے' آپس میں مل کر تیاریاں کرتے ہیں' زبانیں سیکھتے اور زبانیں سکھاتے ہیں- ٹیلی ویژن احمدیہ کے لئے پروگرام بناتے ہیں- اور اس کام میں وہ ایسی لذت محسوس کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ بچے ان میں شامل ہونے کے لئے درخواستیں کرتے ہیں- اب میں جب ناروے آیا ہوں' ابھی دو چار دن کی بات ہے کئی بچے مجھے کہتے ہیں ہمیں بھی کام دیں' ہم بھی شامل ہونا چاہتے ہیں- تو اگر نیکی کی لذت پیدا ہو جائے تو نئی نسلوں کی یہ سب سے عظیم حفاظت ہے- اور نیکی کی لذت پیدا کرنے کے لئے جن کو لذت کا تجربہ ہو وہی آگے اس سلسلے کو بڑھا سکتے ہیں- پس ناروے کے Youth' ناروے کی جوان نسلوں سے احمدی جوان نسلوں کا رابطہ لازم ہے- مگر اس شرط کے ساتھ کہ خوبیوں کے تبادلے ہوں اور بدیوں کی راہ میں دیوار حائل ہو جائے-

یہ آج کی سائنس کی دنیا میں ایک سب سے اہم نقطہ ہے جس کے بغیر دنیا کا کوئی بھی نظام چاہے ٹیلیویژن کا نظام ہو یا ریڈیو کا اور کئی قسم کے بجلی سے چلنے والے آلے ہوں' کام نہیں کرسکتے- اور وہ نظام یہ ہے کہ جس قوت کو ایک طرف سے دوسری طرف پہنچانا ہو وہ پہنچے اور جس قوت کو نہ پہنچانا ہو اس کی راہ میں قطعی روک حائل کردی جائے- یہ جس کو آپ Valve کہتے ہیں یہ وہی نظام ہے- یکطرفہ روک کا نظام قائم کرنا- جس رو کو روکنا ہے وہ رک جائے- جس کو نہیں روکنا وہ آگے بڑھ جائے- اور یہ نظام سب سے زیادہ پیچیدگی کے ساتھ اور حیرت انگیز لطافت کے ساتھ انسانی جسم میں کارفرما ہے- اس پر آپ غور کریں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے- اور اس کا ذکر میں خصوصیت سے اس لئے کر رہا ہوں کہ ناروے کی سوسائٹی میں ان باتوں کا علم لازم ہے کیونکہ ناروے کی سوسائٹی میں جو نوجوانوں میں دہریت پھیل رہی ہے ان کو خدا کی طرف لانے کے لئے نہ (دین) کا پیغام کام آئے گا نہ بائبل کا- کیونکہ نہ ان کو قرآن میں دلچسپی ہے نہ بائبل میں ہے- اگر کام آئے گا تو وہ مضمون جو خود ان کا مضمون ہے- اس رستے سے داخل ہوں جن رستوں کے لئے انہوں نے دروازے کھول رکھے ہیں-

پس علمی جستجو کے ذریعے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خدا کی ہستی کے ثبوت کس کثرت کے ساتھ لامتناہی طور پر ہر انسان کے اپنے وجود میں کارفرما ہیں- اور وہی ثبوت ہیں جو انسان کے اندر کام کر رہے ہیں- وہ ثبوت تب بنیں گے اگر آپ انہیں غور کر کے باہر نکالیں- ورنہ خاموش اور گونگا گواہ تو کوئی بھی قیمت نہیں رکھتا- ہیں تو ثبوت لیکن جب وہ پیش ہوں گے تب وہ دلائل بنیں گے' تب وہ قوم کی حالت تبدیل کریں گے- اس کے بغیر تو بے کار ہیں- صرف ایک نفس انسانی کا مطالعہ اس غرض سے کہ دانشوروں کو بتایا جائے' سمجھایا جائے کہ تم کن چیزوں سے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور غور کر کے سوچ کے بتاؤ کیا اندھا ارتقاء ازخود یہ باتیں پیدا کرسکتا ہے-

ایک انسانی خون کے خلیے کی بات ہے- اس کی تفاصیل میں تو نہیں جاسکتا مگر اشارۃً آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ **ہمارے تمام سائنس کے طلباء جو ہیں ان کا فرض ہے کہ اپنے علم کو خدا کی خدمت میں تبدیل کریں** اور ایسے ڈائیلاگ (Dialogue) میں یہاں کی نوجوان نسلوں کو خدا کی ہستی کے ثبوت مہیا کریں جو ڈائیلاگ ان کی عقل اور فہم کے مطابق ہے' جسے وہ سمجھ سکتے ہیں- اگر نشان دہی کریں تو وہ ان کے دل پر اثر انداز ہوسکتا ہے- ہر جسم میں جو خون کا سرخ ذرہ ہو یا دوسرا' خصوصیت سے میں سرخ ذرے کی مثال رکھتا ہوں' ہر خون کا ذرہ جو ہمارے خون کے پانی میں معلق ہے- یہ خیال کرلینا کہ بس صرف ذرہ ہے' ذرا سا ہے' بس' ازخود کام چل رہا ہے' بڑی سخت نادانی ہے- بڑے گہرے مسائل وابستہ ہیں اس سے- ہر خون کا ذرہ جو خون کے پانی میں یا مائع میں معلق ہے اگر اس کے اندر باہر کا پانی داخل ہو جائے تو وہ ذرہ زندہ نہیں رہ سکتا- اور لازم ہے کہ کچھ چیزیں باہر سے ضرور اندر بھیجی جائیں اور اکثر چیزیں روک دی جائیں- یہ بڑا مسئلہ ہے- کوئی دنیا کا سائنسدان جو اس مسئلے کو سمجھتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ارتقاء سے یہ آہستہ آہستہ پیدا ہوا- کیونکہ ایک مکمل نظام ہے' زندگی چل ہی نہیں سکتی جب تک یہ نظام پہلے قائم نہ ہو- اور وہ نظام یہ ہے کہ ہر زندگی کا خلیہ جسے ہم ریڈ سیل (Red Cell) کہتے ہیں ریڈ بلڈ کارپسل (Red Blood corpuscle) اس کے اردگرد ایک دوہری تہہ ہے جو اس کی حفاظت کے لئے قائم کی گئی ہے اور وہ دوہری تہہ ایسی ہے جس کے نتیجہ میں آسموٹک پریشر (Osmotoc Pressure) کا کام ہو جاتا ہے- اور باہر کا پتلا پانی اس سیل کے اندر کے گاڑھے مواد میں داخل نہیں ہو سکتا- پوری طرح محفوظ ہو جاتا ہے اور ایک ذرہ بھی پانی کا حفاظتی پردے (Lipids) کے دوہرے خول کی وجہ سے اس میں داخل نہیں ہوسکتا- قدرت نے اسے اتنا محفوظ بنایا ہے- لیکن اندر لازم ہے کوئی چیز داخل ہو ورنہ وہ خون کا ذرہ زندہ کیسے رہے گا- اس کو توانائی کی ضرورت ہے' اس کو شوگر کی' میٹھے کی ضرورت ہے- اس کو اس انسولین کی ضرورت ہے جو میٹھے کو توڑے گی اور طاقت میں تبدیل کرے گی- اسے آکسیجن کی ضرورت ہے- اسے پوٹاشیم کی ضرورت ہے- یہ ساری چیزیں کیسے اس میں داخل کی جائیں گی- اب دیکھیں کائنات میں یہ جو خداتعالیٰ نے ایک ذرے کی حفاظت کا اور اس حفاظتی پردے (Lipid) کے باوجود ضرورت کی چیزوں کو وہاں تک پہنچانے کا انتظام فرما رکھا ہے' عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے- صرف ایک ذرے کی بات کر رہا ہوں اور اس کی صرف چند باتیں کر رہا ہوں' ورنہ اس کے راز تو بے شمار ہیں- نظام خداتعالیٰ نے یہ بنایا ہے کہ ہر ذرے کے اردگرد جو لپٹا ہوا دوہرا غلاف (Lipid) ہے اس کے اندر ایک ایسی پروٹین پرودی ہے جو بارہ بارہ کی دو Segments میں بنی ہوئی ہے اور یوں گھومتی ہے جیسے ایک سپرنگ کی شکل ہوتی ہے- دونوں طرف یوں گھوم رہی ہے- اندر کے پردے سے بھی ملی ہوئی ہے باہر کے پردے سے بھی ملی ہوئی ہے- اس کا ایک حصہ وہ ہے جو پانی کے لحاظ سے Impervious ہے- وہ اجازت نہیں دیتا جانے کی- ایک حصہ وہ ہے جو پانی کو کھینچتا ہے- اور جو کھینچتا ہے اس کے سوراخ ایسے ہیں کہ ان میں جب وہ باہر کی طرف رخ پلٹتا ہے تو فوری طور پر شوگر اور انسولین اور آکسیجن وغیرہ کے داخل ہونے کا راستہ بنتا ہے- اور جب وہ اندر پہنچتا ہے تو وہ رخ پلٹتا ہے اور اندر خلیے کو Deliver کرتا ہے- اور وہ حصہ جو پانی کو روکنے والا ہے وہ باہر کا رخ اختیار کر جاتا ہے اور اس طرح الٹنے پلٹنے میں' یہ جو تفصیل میں آپ کو زبانی بتا رہا ہوں ٹیکنیکل نقطہ نگاہ سے ممکن ہے خام ہو مگر نتیجہ وہی ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں' ایک سیکنڈ میں یہ عمل اتنی دفعہ ہوتا ہے کہ تقریباً ایک لاکھ ذرے شوگر کے خون کے خلیے میں پہنچ جاتے ہیں اور اس کی Waste Product کو باہر نکالنے کا انتظام ہے- سوڈیم جتنا چاہئے اس کے لئے اتنے بڑے سوراخ رکھے ہوئے ہیں کہ سوڈیم وہاں سے داخل ہو سکے- اس کی رفتار کیا ہونی چاہئے- اس کو کنٹرول کیا گیا ہے اور پوٹاشیم کی جتنی مقدار چاہئے اس کے سوراخ موجود ہیں- زائد ہو تو اس کو باہر نکالنے کا نظام موجود ہے- یہاں تک کہ سیل (Cell) کے اندر جتنا سوڈیم اور پوٹاشیم ہونا چاہئے وہ سیل کے باہر سے بالکل مختلف ہے- اندر اگر پوٹاشیم کی زیادہ ضرورت ہے تو باہر سوڈیم کی زیادہ ضرورت ہے- اور یہ جو نسبت ہے اور یہ جو تبادلے کا نظام ہے اس نسبت کو سو فیصدی قائم رکھتا ہے- کبھی اس میں تبدیلی نہیں آنے دیتا- اگر تبدیلی آئے گی تو ایسے مریض خون کے کینسر کے مریض ہو جائیں

گے۔ ان کا دفاعی نظام ناکارہ ہو جائے گا۔ تو قانون قدرت نے ایسے باریک شواہد خدا کی ہستی کے ہمارے سامنے رکھے ہیں جو ہماری اور نارویجین اور دوسری ترقی یافتہ یورپین قوموں کے درمیان قدر مشترک کے طور پر ہیں۔ یہ وہ زبان ہے جو ہم بھی جانتے ہیں اور یہ وہ زبان ہے جو یہ سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کے سائنس دان، اُن کے پڑھانے والے، آنکھیں بند کرکے ان باتوں سے گزر جاتے ہیں اور کبھی وہ نتیجہ نہیں نکالتے جو خدا کی طرف اشارہ کرنے والا ہو۔ یہ حضرت مسیح موعود کا کام تھا اور امام کے طور پر آپ نے وہ جماعت پیدا کی جو خدا کی طرف انگلیاں اٹھا رہی ہے اور قانون قدرت کے شواہد کے حوالے سے اٹھا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

اے خدا! تو نے ذرات میں کیسے خواص رکھ دیئے ہیں۔ ایسے حیرت انگیز ہیں کہ کوئی دنیا میں ایسا نہیں کہ ہر ذرے میں جو خواص ہیں ان کا دفتر پڑھ سکے اور یہی حقیقت ہے جو آج سائنسدان دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹے ذرے میں ایسے اسرار ہیں کہ جب ہم نے مطالعہ شروع کیا تو ہم سمجھتے تھے ہم نے اس ذرے پر فتح حاصل کرلی، اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ لیکن جب مطالعہ کیا تو اس کے پس پردہ اور مطالعہ کا جہان دکھائی دیا۔ ایسی سرزمین نظر آئی جس میں ابھی تک ہم نے قدم نہیں رکھا تھا۔ اور جب وہاں قدم ڈالے گھومے اور پھرے اور گویا اس نئی سرزمین کے اوپر بھی فتح یاب ہو گئے تو اس کے پرے اور جہان کھلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ یہ سلسلہ ختم ہی نہیں ہو رہا۔ نیچے کی طرف حرکت کریں تو وہاں بھی ختم نہیں ہو رہا۔ اوپر کی طرف حرکت کریں تو وہاں بھی ختم نہیں ہو رہا۔ پہلے سورج کی عظمت کے قائل ہوئے، پھر نظام شمسی کو بہت عظیم سمجھا، پھر ستاروں کے نظام کو اپنی Galaxy کو سمجھا کہ سب کچھ یہی ہے۔ پھر اور گیلکسیاں (Galaxies) دریافت ہوئیں۔ پھر گیلکسیوں سے پرے بھی کچھ چیزیں دریافت ہونے لگیں۔ تو جہاں تک بیرونی سفر کا تعلق ہے، لامتناہی ہے۔ یہ سفر اتنا وسیع ہو چکا ہے اگر شعاع یعنی روشنی کے کندھے پر سوار ہو کر ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے آپ سفر کریں تو آپ کو اس کائنات کے کناروں تک پہنچنے کے لئے بیس ارب سال چاہئیں۔ اور آج جو سائنس دان کہہ رہے ہیں ہمیں علم ہو رہا ہے وہ صرف اتنا کہہ رہا ہے کہ آج سے بیس ارب سال پہلے جو شعاع چلی تھی وہ آج یہاں پہنچی ہے۔ اس عرصے میں وہاں کیا ہو چکا ہے ہم نہیں جانتے۔ ایسی وسعتیں ہیں خدا کی کائنات میں اور ایسا اندرونی نظام ہے کہ وسعتوں پر نظر رکھیں تو بھی لامتناہی۔ ذروں کی خبر کریں تو ہر چھوٹے سے چھوٹا ذرہ جو ان کے علم کے دائرے میں نظر آنے لگا اس پر غور کیا تو اس کے پیچھے ایک اور ذرہ نکل آیا، اس سے پرے ایک اور ذرہ بھی نکل آیا۔ اور اب ذروں کی ماہیت کو سمجھنے کے لحاظ سے عملاً مخبوط الحواس ہو چکے ہیں۔ کہتے ہیں اس کے متعلق کیا کریں۔ Boson جو ہے اس کی صفات کیا ہیں۔ اب ہم حساب کی رو سے تو پتہ کر سکتے ہیں مگر اس وقت ہمارے پاس طاقت نہیں کہ کسی آلہ کے ذریعے اس کا جائزہ لے سکیں۔

تو یہاں کی دنیا، ناروے کی دنیا، علمی دنیا ہے اور **مذہب اور علم متصادم نہیں ہیں بلکہ مذہب اور علم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہیں۔** دو ٹانگوں کی طرح ہیں، دو بازوؤں کی طرح ہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جو آپ نے ان کے سامنے پیش کرنی ہے۔ اگر اس طرح پیش کریں۔ یعنی خدا کی طرف بلائیں اور گہری حقیقتوں کی طرف بلائیں۔ اپنے گردوپیش کا شعور بیدار کرنے کی طرف توجہ کریں تو یہ مطالعہ خود اتنا لذت والا ہے کہ اس کے بعد یہ جو دنیا کی لذتیں، ناچ گانا، پاپ میوزک، ڈرگ وغیرہ ہیں ان کی قیمت ہی کوئی نہیں رہتی۔ دنیا کے چوٹی کے سائنس دان وہ ہیں جو اپنے کردار کے لحاظ سے بے حد معزز ہیں۔ ان کو کوئی بھی دلچسپی اس بات میں نہیں کہ دنیا کیسے ناچ رہی ہے اور کیسے گا رہی ہے۔ ان میں تو ایسے بھی ہیں جن کو کھانے کی بھی ہوش نہیں رہتی۔ نیوٹن اپنے متعلق لکھتا ہے کہ کوئی بھی ایسا دن نہیں آیا جبکہ رات کے بارہ بجے کا گھنٹہ مجھے اپنی لیبارٹری میں نہ سنائی دیا ہو۔ بارہ بجے کا گھنٹہ ہمیشہ اس نے اپنی لیبارٹری میں سنا ہے۔ کس بات نے باندھ رکھا اس کو اس لیبارٹری سے؟ صرف علم نے۔ علم اپنی ذات میں ایک جزا ہے اور حیرت انگیز جزا ہے۔ تو ہم یہ تو نہیں کہتے کہ اس سوسائٹی کو آپ کہیں کہ تم بور ہو جاؤ، تم ہر قسم کی لذتوں کی پیروی کو چھوڑ دو اور مولوی بن کے ایک جگہ بیٹھ جاؤ۔ اگر آپ کہیں گے بھی تو آپ کو مولوی بنا کے ایک طرف کر دیں گے اور کبھی آپ کی بات کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔ **ان کو اعلیٰ اقدار دیں۔ وہ اقدار جو ان کو ازخود دنیا کی ادنیٰ لذتوں سے بے اعتناء کر دیں، مستغنی کر دیں، کوئی دلچسپی باقی نہ چھوڑیں۔ اور یہ اعلیٰ اقدار نیکی کے ساتھ وابستہ ہیں، خدمت خلق، بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی، ضرورت مند کی ضرورت پورا کرنا، غریبوں کی حاجت روائی، یہ امور ایک دائرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں بھی آگے بڑھیں اور ان کو ساتھ شامل کریں اور ان کے ساتھ شامل ہوں۔** ان میں بڑے بڑے ایسے ادارے ہیں جو ہر وقت خدمت میں لگے رہتے ہیں اور علم کا ذوق جو سچا علم ہے جس کو قرآن کریم "اولوا الالباب" کا علم کہتا ہے وہ خدا پر ایمان لانے والے جو خدا کی کائنات کے مطالعہ کے وقت کبھی بھی خدا کو اس سے علیحدہ نہیں کر سکتے، اس کے راز پڑھتے ہیں۔ تو ان کا ذہن خدا کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ راتوں کو جب علم کی باتیں سوچتے ہوئے سوتے ہیں تو بے قرار ہو کر ان کے پہلو بستر سے اٹھ جاتے ہیں اور خدا کو یاد کرتے ہوئے اٹھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے خدا! تو نے یہ چیزیں باطل پیدا نہیں کیں۔ حیرت انگیز حکمت اور فلسفہ ہے جو ان سب چیزوں میں ایسا رچا ہوا ہے جیسے فضا کے اندر مختلف قسم کے اثرات رچ بس جاتے ہیں، اس کا جزو بن جاتے ہیں۔ ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح کائنات میں اور کائنات کے نظام میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کی یادیں ہیں جو بسی ہوئی ہیں۔

اس ملک میں تو حسن بھی بہت ہے۔ قدرت نے اس ملک کو حسن بخشا ہے کہ دنیا میں شاذ ہی اس قسم کی کوئی مثال ہو۔ ورنہ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ شاید دنیا میں ناروے جیسے حسن کی کوئی مثال نہ ہو۔ جس طرح مسلسل سینکڑوں میل تک، ہزار میل سے زائد اس سفر کے دوران ایک جگہ ایسی دکھائی نہیں دیتی جسے آپ بدصورت کہہ سکیں۔ ایک ایسا سپاٹ (Spot) نہیں ملتا جسے آپ سمجھیں کہ اسے یہاں سے Remove کر دیا جائے تو خوبصورتی میں اضافہ ہوگا۔ ہم نے جو مسلسل سفر نارتھ کیپ (North Cape) کی طرف کیا تھا میں اپنے بچوں کو یہ چیلنج دے کر ساتھ بٹھا کر چلا تھا کہ کہیں تمہیں کوئی بدصورت چیز دکھائی دے تو مجھے ضرور بتانا۔ اور بلا مبالغہ مسلسل چھ سو میل، جو آہستہ سفر تھا، وہ جاگے رہے۔ کوئی چودہ گھنٹے کا سفر۔ ایک منٹ کے لئے نہیں سوئے۔ کیونکہ ناروے نے سونے نہیں دیا۔ ہر موڑ پر قدرت کا حسن، ایسا حسن کہ وہ پاگل کر دینے والا حسن، لیکن خدا کی محبت میں پاگل کرنے والا۔ اگر آپ اس نظر سے دیکھیں جس طرح قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ "اولوا الالباب" جب قانون قدرت کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں ضرور اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ ازخود یہ حسن، یہ توازن پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی ملک کے حوالے سے آپ ان سے رابطے پیدا کریں۔ یہ وہ رابطے ہیں جو کبھی آپ کے خلاف کوئی ردعمل پیدا نہیں کریں گے۔ جتنا آپ اپنا یہ تعارف ان قوموں سے کرائیں گے اتنا ہی یہ آپ کی عاشق ہوتی چلی جائیں گی۔

اور حسن کے ساتھ عشق ایک لازمی بات ہے۔ اس میں کوئی دنیا کا قانون حائل ہو نہیں سکتا۔ اس ملک میں آپ حسین بن کر ابھریں اور اپنے حسن کے جادو سے ان کے دل فتح کریں۔ یہی خلاصہ کلام ہے آخر پر جس پر میں اس خطاب کو ختم کرنا چاہتا ہوں مگر ایک شکوے کے ساتھ۔ آپ کی تعریفیں بھی بہت کی ہیں لیکن خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لیں۔ میری زبان سے بہت تعریفیں مزے لے لے کر سنی ہیں خطبوں میں بھی، بیانات میں بھی اور ٹیلیویژن پر بھی۔ لیکن یہ بھی تو سنیں کہ ہر دفعہ جب میں آتا ہوں اور آپ کو اتنا ہی دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں دکھنے لگتی ہیں۔ اتنا ہی حال تھا جو چار سال پہلے تھا۔ اتنا ہی حال تھا جو آٹھ سال پہلے تھا۔ جب بھی میں آتا ہوں اتنے ہی چہرے، وہی چہرے جن سب سے میں مانوس ہوں دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ چھوٹے تھے بڑے ہو گئے لیکن تعداد میں اضافہ نہیں ہوا۔ یہ حسن ہے جس سے آپ نے اس ملک کو فتح کرنا ہے؟ تو کہاں چھپا کے رکھا ہوا ہے۔ حسن تو ایک قانون ہے غالب قانون ہے جو لازماً فتح یاب ہوتا ہے۔ پس یہ قانون جھوٹا نہیں۔ آپ کے حسن میں کوئی نقص ہے۔ آپ اپنی چار دیواری کے پردے میں جو چاہیں کرتے پھریں، جب تک اپنے حسن کو گلیوں میں نہ اچھالیں، جہاں بدصورتی خوب کھل کھیل رہی ہے جب تک آپ اپنے حسن سے بدیوں کو فتح نہیں کرتے، اس وقت تک آپ کو معاشرے میں کوئی نفوذ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور حسن سے جو فتح ہوتے ہیں انہوں نے لازماً آپ کے ساتھ ملنا ہی ملنا ہے۔ یہ کوئی ٹیریٹوریل وار (Teritorial War) تو نہیں جس سے یہ خطرہ ہو کہ آپ نے ان کی زمینیں فتح کرلی ہیں۔ حسن تو محبت کے ذریعے، پیار کے ذریعے، دلوں کو جیتتا ہے اور جیتے ہوئے دل ازخود اپنے شوق سے ملتے چلے جاتے ہیں اور کوئی ان کو روک نہیں سکتا۔

تو اس پہلو سے آپ اپنے کردار کا مطالعہ کریں اور آپ کی جماعت کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ کب تک آپ میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے کہ ہمیشہ جب میں آؤں اس امید کو لے کر آؤں کہ جماعت کو نشوونما پاتا دیکھوں گا۔ اور وہی حال پورا آ رہا ہے جو پہلے پورا آ رہا تھا اور شاید اس سے زیادہ خالی ہو۔ تو آپ اندازہ کریں کہ اس سے مجھے کیسی تکلیف پہنچتی ہو گی۔ **میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی محبت ماں سے زیادہ بڑھ کر پیدا کی ہے۔ ایسا عشق ڈال دیا ہے کہ بعض دفعہ میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کیسے میرے دل میں طاقت ہے کہ اپنی محبت کو برداشت کر جاؤں۔** اور وہی حال میرا ہے جیسے ایک ماں اپنے بچے کو دیکھے کہ دو سال پہلے کے جو کپڑے تھے اب بھی اسے وہی پورے آ رہے ہیں۔ چار سال پہلے کے جو کپڑے تھے اب بھی وہی پورے آتے ہیں۔ میں تو ہومیوپیتھی کرتا ہوں، مجھے پتہ ہے کہ ماؤں کے کرب کا کیا حال ہوتا ہے۔ بعض روتی بلکتی ہیں، خدا کے لئے میرے

بچے کا کچھ کریں۔ اتنے کا اتنا ہے جو دو سال پہلے میں نے دیکھا تھا' اس سے بڑھ ہی نہیں رہا۔ اور یہ غم ان کو کھائے جاتا ہے۔ اس وقت میں سوچتا ہوں اس ناں کو کیا پتہ کہ اس سے زیادہ میں اس جذبے کو سمجھ رہا ہوں' اس سے زیادہ میں تکلیف اٹھاتا ہوں جب بعض جماعتوں کو مٹھی کی طرح بند دیکھتا ہوں اور ان میں آگے بڑھنے کی نشوونما کی طاقت دکھائی نہیں دے رہی ہوتی۔ اسی طرح ہیں جیسے Stinted Growth کے نتیجے میں بونے رہ جاتے ہیں۔ بونوں کی اندر بھی خوبیاں تو ہوتی ہیں' ضرور ہوتی ہوں گی۔ آپ میں بھی ہیں جن کا میں اعتراف کرتا ہوں مگر نشوونما کی فکر کریں۔ کب تک اس ملک میں ایک چھوٹے سے بونے کی صورت میں زندہ رہیں گے۔ آپ کا قد بڑھے گا تو یاد رکھیں اس ملک کا قد بڑھے گا۔ **کیونکہ اس ملک کو اخلاقی طاقتوں کی ضرورت ہے جس کے بغیر اس ملک کی مزید اعلیٰ نشوونما ممکن نہیں ہے۔** بہت سی خوبیاں خدا نے ان کو عطا فرمائیں مگر ان کے اخلاق جوٹی نسلوں کی طرف سے خطرہ لاحق ہو رہا ہے اسے روکنے کے لئے اس خطرے کو بجائے نشوونما روکنے کے ایسی خوبیوں میں تبدیل کرنا ہمارا فرض ہے۔ جس سے ان کی روحانی' اخلاقی' علمی اور اقتصادی نشوونما بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ ایک بونے کا کیا کام ہے' کیا مجال ہے کہ وہ ہاتھی کی فکر کرے۔ یہ تو آپ کے مقابل پر ایک ہاتھی سے بھی بہت زیادہ ہیں۔ ایک زندگی کا پہاڑ ہیں۔ اگر آپ زندگی کی مثال دینا چاہتے ہیں تو ایک Molehill ہیں آپ۔ جیسے بعض زمین کھودنے والے جانور Moles بناتے ہیں۔ چھوٹی سی Molehill ناروے کے عظیم پہاڑوں کے پاس کہیں نیچے پڑی ہو اور باتیں یہ کرے کہ میں اس پہاڑ کی تقدیر بدل دوں گی۔ کوئی کہے کہ ٹھیک ہے ہو جایا کرتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی بڑی چیزوں پر اپنی قوت حسن سے غالب آ جایا کرتی ہیں۔ لیکن ہر سال وہ Molehill اتنے ہی رہے۔ اس پہاڑ اور اس کے توازن میں کوئی بھی فرق نہ پڑے۔ پھر اگر وہ Molehill ہر دفعہ یہی کہے تو اس کو آپ کہیں گے ایک پاگل اور دیوانے کی بڑ ہے' اس سے زیادہ کوئی نہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے بھی ادنیٰ یا کمزور حالت سے اپنے سفر کا آغاز فرمایا تھا لیکن آپ کی وفات نہیں ہوئی جب تک سارے عرب کو آپ نے اس اسلام کے پہاڑ میں تبدیل نہیں کر دیا جو پیغام لے کر آپ اٹھے تھے۔ یہ روحانی قوتیں ہیں' یہ اخلاقی قوتیں ہیں' ان میں تلوار کا کوئی دخل نہیں ہے۔ پس اپنی فکر کریں' غور کریں اور آپ میں سے ہر ایک کو اپنی فکر کرنی چاہئے کہ وہ کیوں بانجھ ہو گیا ہے' کیوں بڑھ نہیں رہا۔

کچھ بد رسمیں آپ کو روایتاً ملی ہیں جن کا کل بھی میں نے مشاہدہ کیا۔ ایسی جگہ ٹکریں مارتے ہیں جہاں لوگ یہ ارادے کئے بیٹھے ہیں کہ ہم نے بات نہیں ماننی اور ہر روز نئے عذر تراشتے ہیں اور ہر روز ہمارا مربی' جو مربی سمجھتا ہے اپنے آپ کو' وہ ان ہی کے ساتھ جا کر ٹکرانے کے لئے اپنا وقت ضائع کر دیتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں بڑی خدمت کر رہا ہوں۔ دس دس سال ہو گئے ان کی رپورٹیں پڑھتے ہوئے' کوئی احمدی نہیں بنا سکے۔ یہ تو کوئی دعوت الی اللہ نہیں۔ **دعوت الی اللہ محض کج بحثیوں کا نام نہیں ہے۔** کج بحثوں کو پہچان نہیں سکتے آپ؟ دو باتوں میں پتہ لگ جاتا ہے۔ ہدایت کا متلاشی ہے یا بحث کرنے کے لئے اس نے بعض چٹکلے بنا رکھے ہیں۔ ان کو نظر انداز کریں۔ ناروے کی سوسائٹی صالح لوگوں سے بھری پڑی ہے۔ بہت اعلیٰ درجے کے اخلاق کے مالک لوگ یہاں موجود ہیں۔ ان کا پہلا حق ہے' ان کی طرف متوجہ ہوں۔ **محبت کے ذریعے' اخلاق حسنہ کے ذریعے اور اپنے حسن کے غالب جلوے کے ذریعے ان کے دل جیتیں۔** اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس بیماری سے نجات بخشے۔ آیئے اب دعا میں شامل ہو جائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 17 مئی 2002ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اطلاعات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم شیخ حارث احمد صاحب نائب وکیل صنعت و تجارت تحریک جدید لکھتے ہیں۔ خاکسار کی پھوپھی محترمہ سعیدہ بلقیس صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ محمد سعید صاحب (سابق ایکسین انہار بورے والہ) حال F/10 اسلام آباد مورخہ 8 فروری 2003ء اچانک حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئیں۔ ان کی عمر 67 سال تھی۔ 20 دن قبل خاکسار کی دادی (مرحومہ کی والدہ) اسلام آباد میں انتقال کر گئی تھیں۔ ان کا جنازہ مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی سلسلہ نے اسی دن بیت الفضل اسلام آباد میں بعد از نماز عصر پڑھایا اور اسلام آباد کے قبرستان میں ہی تدفین عمل میں آئی اور قبر تیار ہونے پر مکرم منیر احمد فرخ صاحب امیر ضلع اسلام آباد نے دعا کروائی۔ مرحومہ کے پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے خاندان کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مکرم طارق سعید صاحب آف کیلگری کینیڈا کو 8 جنوری 2003ء کو ایک بیٹی کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام "جواہر سعید" تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری منیر احمد صاحب آف راولپنڈی کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے' نیک اور صالح بنائے اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ولد احسان اللہ صاحب نبی سر روڈ ضلع میر پور خاص مورخہ 27 جنوری 2003ء کو لاہور میں انتقال کر گئے ان کا جنازہ مورخہ 28 جنوری کو ربوہ میں بیت مبارک میں پڑھایا گیا اور عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

مکرم سیف اللہ خان رند صاحب سیکرٹری تربیت واصلاح وارشاد ملتان کی والدہ محترمہ گزشتہ چند دنوں سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں اور دن بدن کمزور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ احباب جماعت سے موصوفہ کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی دردمندانہ درخواست ہے۔

مکرم ماسٹر ناصر احمد صاحب آف تخت ہزارہ (قربان راہ مولا) کی والدہ محترمہ معمر اور ضعیف ہیں۔ مکرم ماسٹر صاحب والدین کے اکلوتے بیٹے تھے ان کی والدہ کی صحت پر بیٹے کی جدائی کا بہت اثر ہے۔ موصوفہ کی صحت کاملہ ودرازی عمر کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم منشی نور الدین صاحب خوشنویس سابق کاتب روزنامہ الفضل ربوہ ان دنوں بیمار ہیں اور صاحب فراش ہیں احباب ان کی کامل وعاجل صحت یابی کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم سہیل احمد جعفر صاحب ابن مکرم خلیل احمد قیصر صاحب دارالشکر ربوہ کئی دنوں سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم ناصر احمد صاحب کارکن الفضل سینے اور سر میں درد کی وجہ سے علیل رہتے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرمہ شمیم فردوس صاحبہ زوجہ مکرم محمد انور ہاشمی صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع ملتان افغان کالونی۔ بالمقابل UP-7 فیکٹری ڈسٹرکٹ جیل روڈ ملتان مورخہ 7 فروری 2003ء وفات پا گئیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مرحومہ کی میت اگلے روز ربوہ لائی گئی۔ محترم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں بعد تدفین مکرم عزیز الرحمٰن صاحب خالد مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ مکرم سید محمد منیر ہاشمی صاحب آف ایبٹ آباد کی بہو تھیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ مرحومہ کی بلندی درجات مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا کریں۔

درخواست دعا

شیخ بشارت احمد صاحب قائد علاقہ لاہور لکھتے ہیں۔ خاکسار کی والدہ محترمہ گرنے سے کولہے کی ہڈی کا فریکچر ہو گیا تھا۔ اب آپریشن کے بعد روبصحت ہو رہی ہیں۔ چلنے میں ابھی چند ماہ لگیں گے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

کراچی اور سنگاپور کے 21-K اور 22-K کے قیمتی زیورات کا مرکز
العمران جیولرز
الطاف مارکیٹ - بازار کاٹھیاں والا سیالکوٹ
فون دکان: 594674 فون رہائش: 553733
موبائل 0300-9610532

حسین اور دلکش زیورات کا مرکز
الحمید جیولرز
دکان 1 - مبارک مارکیٹ
ریلوے روڈ گلی 1 - ربوہ
فون شوروم 214220 فون رہائش 213213
پروپرائٹرز: میاں محمد نصر اللہ - میاں محمد کلیم ظفر ابن میاں محمد امین

بالوں اور دماغ کی طاقت کیلئے
سپیشل ہومیو ہیئر ٹانک
لمبے، گھنے، سیاہ اور ریشمی بالوں کا راز
چھ مختلف تیل وروغن اور جرمن وفرانس کے گیارہ مختلف مدرٹنکچرز کو ایک خاص تناسب سے یکجا کرکے تیار کیا ہوا یہ ٹانک بالوں کی مضبوطی اور نشوونما کیلئے ایک لاثانی دوا ہے۔
پیکنگ 120ML ۔ ایک ماہ کیلئے کافی ہے۔
رعایتی قیمت -/150 روپے بمع ڈاک خرچ -/210 روپے
ہر اچھے سٹور سے طلب کریں یا ہمیں خط لکھیں۔
عزیز ہومیو پیتھک گولبازار ربوہ فون 212399

رزلٹ مقابلہ مضمون نویسی

سہ ماہی اول 2003ء

(خدام الاحمدیہ پاکستان)

اول: قیصر محمود۔دارالعلوم جنوبی بشیر ربوہ
دوم: شہزاد عاصم۔دارالشکر ربوہ
سوم: منصور احمد خان۔محمد علی سوسائٹی کراچی
چہارم: طاہر احمد منظور۔ناصر ہوسٹل ربوہ
پنجم: حماد اختر بٹ۔فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور
ششم: کاشف محمود دانش۔فیصل ٹاؤن لاہور
ہفتم: عبدالقدوس ناصر۔فیصل ٹاؤن لاہور
ہشتم: ملک فرحان احمد۔گوجرانوالہ
نہم: منشاد احمد نیر۔فیصل ٹاؤن لاہور
دہم: شمشاد احمد قیصر۔طاہر ہوسٹل ربوہ

(مہتمم تعلیم)

اپنے گھروں کو پھلوں اور پھولوں سے سجائیں

(1) پھل دار پودوں کی تازہ ورائٹی اخروٹ، آلو بخارا بادام، جاپانی پھل، گوگوشہ، آڑو، خوبانی وغیرہ۔
(2) خوبصورت پھولوں کی موسمی پنیریاں دستیاب ہیں۔
انچارج گلشن احمد نرسری ربوہ
فون 213306،215206

دورہ نمائندہ الفضل

ادارہ الفضل مکرم احمد حبیب صاحب کو بطور نمائندہ منیجر الفضل مندرجہ ذیل مقاصد کے لئے ضلع اوکاڑہ میں بھیج رہا ہے۔

1-توسیع اشاعت الفضل۔
2-وصولی چندہ الفضل و بقایا جات۔
3-ترغیب برائے اشتہارات۔

احباب کرام سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے دورہ کو اپنے فضل سے کامیاب کرے۔(آمین)

(مینیجر الفضل)

مرسڈیز بینز وین کرایہ پر دستیاب ہے
سیر و تفریح شادی بیاہ و دیگر ضروریات کیلئے 14 سیٹر مرسڈیز وین مناسب کرایہ پر دستیاب ہے۔رابطہ حنیف چوہدری لاہور
فون: 6661244 موبائل: 0333425770

الاحمد الیکٹرک سٹور
ہر قسم کا سامان بجلی، کنسٹرکشن میٹیریل سپیشلسٹ
ڈسٹری بیوشن بکس۔والٹن روڈ ڈیفنس چوک لاہور
فون دوکان: 6661182 گھر: 6667882

AL-FAZAL
JEWELLERS
YADGAR CHOWK RABWAH
PH: 04524-213649

ماربل کے خوبصورت کتبہ جات اور قبروں کیلئے تیار ماربل رعایتی قیمت پر دستیاب ہے۔
سکندر ماربل سٹور
یادگار چوک ربوہ طارق احمد فون: 213393

KHAN NAME PLATES
SCREEN PRINTING, SHIELDS
STICKERS, VACUUM FARMING
BLISTER PACKAGING
PHOTO ID CARDS
TOWNSHIP LHR. Ph: 5150862-5125862
email: knp_pk@yahoo.com

ایم موسیٰ اینڈ سنز
ڈیلرز۔ملکی، غیر ملکی BMX+MTB بائیسکل اینڈ بے بی آرٹیکلز
27-نیا گنبد لاہور فون 7244220
پروپرائٹرز۔مظفر احمد ناگی۔طاہر احمد ناگی

احمد کیٹرنگ اینڈ ٹینٹ سروس
خوشی کے مواقع پر مناسب ریٹ کے ساتھ نئی ورائٹی دستیاب ہے۔
غمی کے موقع پر پہلے دن کے سامان کی چارجنگ (فری)
172-173 بنک سکوائر مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5832655 موبائل: 0303-7558315

روحی
ڈپریشن کی مفید مجرب دوا
NASIR
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH: 04524-212434, FAX: 213966

انگریزی ادویات وٹیکہ جات کا مرکز بہتر تشخیص مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد فون 647434

معروف قابل اعتماد نام
بشیرز
پیج
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات و ملبوسات اب چنیوٹ کے ساتھ ساتھ ربوہ میں بااعتماد خدمت
پروپرائٹر: ایم بشیر الحق اینڈ سنز شوروم ربوہ
فون شوروم چنیوٹ 04524-214510-04942-423173

الفضل اسٹیٹ ایڈوائزرز لاہور
الحمراء ٹاؤن۔آرکیٹیکٹ سوسائٹی اور لاہور کی دیگر سکیموں میں پلاٹ کی خرید و فروخت کیلئے رجوع کریں۔
فون نمبرز: 042-5183822
042-5182263

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ۔کاروباری سیاحتی بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کیلئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ساتھ لے جائیں
ورائٹی: ہمارا اصفہان قمجر کاونجی نمبل ڈیزائن۔کوکیشن افغانی وغیرہ
احمد مقبول کارپٹس
مقبول احمد خان آف شکرگڑھ
12-نگور پارک نکلسن روڈ لاہور عقب شوبرا ہوٹل
042-6306163-6368130 Fax042-6368134
E-mail:muaazkhan786@hotmail.com

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
ربوہ
ریلوے روڈ فون- 214750
اقصیٰ روڈ فون- 212515
SHARIF
JEWELLERS

چوہدری اکبر علی موبائل: 0300-9488447
پروپرائٹر
عمر اسٹیٹ ایجنسی
جائیداد کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
9-بنتو بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔فون 5418406-7448406

اسلام آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے
VIP Enterprises Property Consultant
سہیل صدیقی فون آفس 2270056-2877423

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی۔محمد اشرف بلال
زیر نگرانی۔پروفیسر ڈاکٹر سجاد حسن خان
اوقات کار۔صبح 9:00 بجے تا شام 5:00 بجے
وقفہ 1 بجے تا 2 بجے دوپہر۔ناغہ بروز اتوار
86-علامہ اقبال روڈ۔گڑھی شاہو۔لاہور

NASEEM
JEWELLERS
22k/23k Jewellery Suppliers
Tel : 0092-4524-212837Shop
Tel:0092-4524-214321-Res
Aqsa Road,Rabwah
Email:wastah00@hotmail.com

تمام گاڑیوں و ٹریکٹروں کے ہوز پائپ آٹوز کی تمام آئٹم آرڈر پر تیار
SRP
سینکی ربڑ پارٹس
جی ٹی روڈ چناٹاؤن نزد گلوب ٹمبر کارپوریشن فیروزوالا لاہور
فون فیکٹری 042-7924522,7924511
فون رہائش 7729194
طالب دعا۔میاں عباس علی، میاں ریاض احمد۔میاں نوید اسلم

معیاری ہومیو پیتھک ادویات
مناسب قیمت پر دستیاب ہیں
کیور ویل میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کیمنی انٹرنیشنل گولبازار ربوہ
فون: 04524-213156 فیکس 212299

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29